6

# مبارک ہیں وہ لوگ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حفاظت کے لیے اس وقت قربانی کریں اور اِس خدمت کو انعام سمجھیں

(فرمودہ 5 فروری 1954ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آج فروری کے مہینہ کی پانچ تاریخ ہو چکی ہے اور تحریکِ جدید کے وعدوں کی آخری میعاد 15 فروری ہے۔ میں نے 22 جنوری کو تحریکِ جدید کے متعلق ایک خطبہ بیان کیا تھا اور جماعت کو تحریک کی تھی کہ فروری کا پہلا ہفتہ تحریک جدید کے لیے وقف کیا جائے اور تمام جماعتیں اپنی اپنی جگہ پر تمام افراد سے وعدے لینے کی کوشش کریں کیونکہ اِس سال وعدوں کی رفتار بہت کم ہے۔ میرا یہ خطبہ جنوری کے آخر میں شائع ہو گیا لیکن مجھے صرف راولپنڈی کی جماعت کی طرف سے یہ اطلاع ملی ہے کہ ہفتہ تحریک جدید کے لیے ایک پروگرام مقرر کیا گیا ہے۔ الگ الگ حلقے تجویز کیے گئے ہیں اور چند آدمیوں پر مشتمل ایک وفد بنایا گیا ہے جو جماعت کے تمام افراد تک جائے گا اور اُن سے تحریکِ جدید کے وعدے لے گا۔

باقی جماعتوں کی طرف سے مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی حتّٰی کہ ربوہ کی جماعت کی طرف سے بھی مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ جہاں کی جماعت نے میرا یہ خطبہ 22 جنوری کو سن لیا تھا۔ اور نہ اس نے اپنی کوششوں کے نتیجہ سے مجھے مطلع کیا ہے اور عملاً میں دیکھتا ہوں کہ اِس عرصہ میں بجائے اس کے کہ جو خلیج پچھلے سال کے وعدوں اور اِس سال کے وعدوں میں تھی کم ہوتی، وہ اَور بھی بڑھ گئی ہے۔ میرے لاہور جانے سے قبل یہ خلیج آہستہ آہستہ دور ہو رہی تھی اور دورِدوم کے پچھلے سال کے وعدوں اور اِس سال کے وعدوں میں صرف ایک ہزار کا فرق رہ گیا تھا۔ لیکن دفتر کی طرف سے جو کل رپورٹ ملی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرق اب بجائے اَور کم ہونے کے، بڑھ گیا ہے اور اب پچھلے سال کے وعدوں اور اس سال کے وعدوں میں نَو ہزار کا فرق ہو گیا ہے۔ گویا بجائے ترقی کرنے کے آٹھ ہزار کے قریب جماعت اَور نیچے گر گئی ہے۔ دَورِ اوّل والے اِس بات کی ضرورت نہیں سمجھتے کہ وہ جلد جلد مجھے وعدوں کی رفتار کے متعلق اطلاع بہم پہنچائیں۔ وہ خاموشی کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ پندرہ سولہ دن کے بعد مقابلہ کرتے ہیں اور مجھے اطلاع دیتے ہیں لیکن دفتر دوم والے کچھ دنوں سے روزانہ پچھلے سال کے وعدوں اور اِس سال کے وعدوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور مجھے اطلاع دیتے ہیں۔ جس وقت دَورِ اوّل کے کارکنوں نے مجھے اطلاع دی تھی اُس وقت دَورِ اوّل کے پچھلے وعدوں اور اس سال کے وعدوں میں اکیس ہزار کا فرق تھا۔ اب یقینی طور پر تو نہیں کہا جا سکتا کہ اب یہ فرق کس قدر ہے۔ لیکن اگر پچھلے دنوں دورِاوّل کے وعدوں میں بھی اِسی قدر فرق پڑا ہے جس قدر فرق دَورِ دوم کے وعدوں میں پڑا۔ تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں دَوروں کے پچھلے سال کے وعدوں اور اِس سال کے وعدوں میں قریباً چالیس ہزار کا فرق پڑ گیا ہے۔ یا یوں کہو کہ اس سال کے وعدے پچھلے سال سے بیس فیصدی کم آئے ہیں۔☆اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابھی وعدوں کی میعاد میں دس دن اَور ہیں اور وعدوں کے آنے میں ابھی پندرہ دن باقی ہیں کیونکہ چار پانچ دن ڈاک پر بھی لگ جاتے ہیں۔ مثلاً جنہوں نے پندرہ فروری کو وعدے لکھوائے ہیں

☆اس کے بعد دورِاوّل والوں نے رپورٹ کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت دورِاوّل کے گزشتہ سال اور اس سال میں اکتالیس ہزار کا فرق ہے۔

وہ وعدے 16 فروری کو ڈاک میں پڑیں گے اور 17، 18 یا 19 تاریخ کو یہاں پہنچیں گے۔ پھر بعض دیہات میں ہفتہ میں ایک دفعہ ڈاک جاتی ہے۔ اس لیے وہاں کی جماعتوں کے وعدے 22 یا 23 کو یہاں پہنچیں گے۔ گویا ابھی وعدوں کی میعاد میں پندرہ دن یقینی ہیں لیکن پچھلے سال کے وعدوں کی رفتار اگر قائم رہتی تو ہم سمجھتے باقی دنوں میں وعدے پچھلے سال تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن پچھلے سال کے وعدوں کی رفتار کے لحاظ سے بھی ابھی ایک لاکھ چالیس ہزار کے وعدے باقی ہیں۔ پچھلے سال اِن دنوں میں تحریک جدید کے وعدے بڑی سُرعت سے بڑھے تھے۔ پچھلے سال کی کاپی دیکھی گئی تو یکم فروری کو نو ہزار آٹھ سَو کے وعدے آئے تھے لیکن اِس سال صرف تیرہ سَو کے وعدے آئے ہیں۔ گویا ایک ہی دن میں ساڑھے آٹھ ہزار کا فرق پڑ گیا۔ چونکہ مجھے دَورِاوّل کے وعدوں کی اطلاع ابھی نہیں آئی اور نہ آیا کرتی ہے، دورِ دوم کے وعدوں کی اطلاع آئی ہے اور پہلے بھی آیا کرتی تھی اِس لیے دورِ دوم کے وعدوں کی رفتار پر قیاس کرتے ہوئے میں کہوں گا کہ پچھلے سال اور اس سال کے وعدوں میں چالیس ہزار کا فرق پڑ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ باقی پندرہ دنوں میں اَور کتنا فرق پڑے گا۔

اِس کے بعد کچھ وعدے امریکہ کی جماعتوں کے ہیں اور کچھ ویسٹ اور ایسٹ افریقہ کی جماعتوں کے، مگر اُن کی مقدار بہت کم ہوتی ہے اور ان وعدوں میں زیادہ فرق پیدا نہیں کرتی کیونکہ ان ممالک میں جماعتیں ابھی بہت کم ہیں سوائے انڈونیشیا کی جماعتوں کے کہ اُن کے وعدوں کی تعداد چالیس ہزار روپیہ (پاکستانی) کے قریب سالانہ ہوتی ہے۔ لیکن ہم ان کو اپنے حساب میں شامل نہیں کرتے۔ کیونکہ وہاں کام بہت زیادہ ہے اور اس لحاظ سے اخراجات بھی زیادہ ہیں۔ اس لیے ہم وہاں سے روپیہ مرکز میں نہیں منگواتے بلکہ اُسے وہیں خرچ کرتے ہیں۔ اِسی طرح ایسٹ اور ویسٹ افریقہ کی جماعتوں کا چندہ بھی اچھا خاصا ہوتا ہے لیکن ان کے علاوہ باقی غیرملکی جماعتوں کے چندے بہت کم ہوتے ہیں۔ بہت زور دینے کے بعد اب انگلستان کی جماعت میں چندہ کی طرف کچھ توجہ پیدا ہوئی ہے اور ایک دو نئے احمدی ایسے ہوئے ہیں جو چندہ دینے لگے ہیں۔ پہلے سارے نَومسلم چندہ دینے سے گریز کرتے تھے۔ جرمنی سے بھی خط آیا ہے کہ وہاں لوگ چندہ دینے لگ گئے ہیں۔ ان کی مالی حالت

بہت خراب ہے لیکن بہرحال وہ چندے دے رہے ہیں۔ اگرچہ وہ چندہ ان کی آمد کے لحاظ سے بہت کم ہوتا ہے۔ اب ایک دوست نئے احمدی ہوئے ہیں وہ اڑھائی پونڈ یعنی قریباً پچیس روپے ماہوار چندہ دیتے ہیں۔ شام کی جماعتوں کے دوست بھی چندہ دیتے ہیں لیکن اب وہاں ایسی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں کہ چندہ کی رقوم دوسرے ممالک میں نہیں جا سکتیں۔ حکومت کی طرف سے ایسے قواعد مقرر کر دیئے گئے ہیں کہ شاید ملک میں بھی چندہ کی رقوم جمع نہ ہو سکیں۔ باقی جماعتوں میں چندہ کی فراہمی قریباً صفر ہے۔ انڈونیشیا، امریکہ، ایسٹ افریقہ، ویسٹ افریقہ اور ان سے اُتر کر شام، یہ ممالک ہیں جن کے اِس وقت تک چندے آئے ہیں یا ہمارے حساب میں محسوب ہوتے ہیں۔ چھوٹی جماعتوں میں سے سیلون، برما اور ملایا کی جماعتیں ہیں جن کے افراد چندہ دیتے ہیں لیکن چونکہ ان ممالک میں جماعتیں بہت کم تعداد میں ہیں اِس لیے چندے بھی کم مقدار میں آتے ہیں۔ فی الحال یہ سارا بوجھ پاکستان کی جماعتوں پر ہے۔ یا یوں کہہ لو کہ اشاعتِ اسلام کے لیے چندہ دینے کا فخر ابھی تک صرف پاکستان کی جماعتوں کو حاصل ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے ایک صحابیؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ صحابہ میں سے سب سے زیادہ بہادر کس کو سمجھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا سب سے زیادہ بہادر وہ شخص ہوتا تھا جو لڑائی کی صفوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑا ہوتا تھا۔ اُس نے کہا کیوں؟ اُس صحابیؓ نے جواب دیا اِس لیے کہ کفار جب اسلامی لشکر پر حملہ کرتے تھے تو وہ جانتے تھے کہ اسلام کی روحِ رواں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک ہے۔ اگر ہم آپ کو مار دیں گے تو اسلام ختم ہو جائے گا۔ کفار، اسلام کو خدا تعالیٰ کا مذہب نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ آپ ہی کی ذات کی طرف اسے منسوب کرتے تھے۔ اس لیے وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم آپ کو ماریں گے تو اسلام باقی نہیں رہے گا۔ اس لیے وہ اپنا سارا زور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچنے میں خرچ کر دیتے تھے۔ پس جنگ کی صفوں میں خطرناک ترین جگہ وہ ہوتی تھی جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہوتے تھے۔ چاروں طرف سے دشمن فوج کے بہادر اور جری لوگ اُس جگہ کی طرف لپکتے تھے۔ جو لوگ آگے پیچھے ہوتے انہیں

زیادہ دباؤ برداشت نہیں کرنا پڑتا تھا۔ حملہ، باربار وہیں ہوتا تھا جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے۔ چنانچہ اُحد کی جنگ کے موقع پر جب دشمن لشکر کے تیراندازوں نے اپنے تیروں کا رُخ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیر دیا تو حضرت طلحہؓ آپؐ کے آگے کھڑے ہو گئے۔ سارے تیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آ رہے تھے۔ حضرت طلحہؓ اُن تیروں کو اپنے ہاتھوں پر لیتے رہے۔ یہاں تک کہ تیر اِتنی کثرت سے اُن کے ہاتھ پر لگے کہ آپ کا ایک ہاتھ بالکل بیکار ہو گیا۔1 جب حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان جنگ ہوئی تو حضرت عائشہؓ کے لشکر میں زیادہ کام کرنے والے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ ہی تھے۔ خصوصاً حضرت طلحہؓ نے حضرت عائشہؓ کو بچانے میں بہت زیادہ حصہ لیا لیکن جب لشکر واپس آیا تو ایک صحابی نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا طلحہ! آپ کو یاد ہے کہ ایک موقع پر آپ، میں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ طلحہ! تمہارا اُس وقت کیا حال ہو گا جب تُو علی کے مقابلہ میں لڑائی میں شامل ہو گا اور تم غلطی پر ہو گے۔ حضرت طلحہؓ کو بھی وہ واقعہ یاد آ گیا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اچھا ہوا کہ آپ نے مجھے یہ بات یاد دلا دی۔ میں اب حضرت علیؓ کے مقابلہ میں لڑائی میں حصہ نہیں لوں گا2۔ چنانچہ وہ رات کو جنگی کیمپ سے چل پڑے تا صبح کے وقت لوگ انہیں لڑائی میں شامل ہونے کے لیے تنگ نہ کریں۔ کوئی بدبخت آدمی تھا جو بظاہر حضرت علیؓ کے لشکر سے تعلق رکھتا تھا۔ اُس نے حضرت طلحہؓ کو اکیلے جاتے دیکھا تو وہ آپ کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب آپ لشکر سے دور پہنچے تو اُس نے حملہ کر کے آپؐ کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہا آپ کو مبارک ہو۔ میں نے آپ کا دشمن مار دیا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کون دشمن؟ اس نے کہا طلحہ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم کو بھی مبارک ہو کہ خدا تعالیٰ تم کو دوزخ میں ڈالے گا۔ اُس نے کہا کیوں؟ میں نے تو طلحہ کو آپ کی خاطر مارا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص طلحہ کو مارے گا وہ دوزخی ہو گا۔3

اِسی طرح کسی مجلس میں کسی شخص نے حضرت طلحہؓ کے متعلق کہا وہ ٹنڈا ایسا ہے۔ اور یہ

کلمہ اُس نے حقارت سے کہا۔ اُس مجلس میں ایک صحابیؓ بیٹھے تھے۔ انہوں نے یہ بات سُنی تو کہا تجھے پتا ہے کہ تُو ٹنڈا کس کو کہہ رہا ہے اور تجھے پتا ہے کہ وہ ٹنڈا کیسے بنا؟ جنگ اُحد میں ایک موقع پر اسلامی لشکر تتربتّر ہو گیا۔ دشمن کے تیروں کا سارا زور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تھا۔ کسی شخص کو جرأت نہیں تھی کہ ان تیروں کے سامنے کھڑا ہوتا لیکن حضرت طلحہؓ آگے آئے اور انہوں نے سارے تیر اپنے ہاتھوں پر لیے۔ اس کی وجہ سے ان کا ہاتھ ٹنڈا ہو گیا۔ آپ تیرانداز تھے۔ آپؓ دشمن پر تیر بھی چلاتے تھے اور جب دشمن کی طرف سے تیر آتے تو آپ انہیں اپنے ہاتھوں پر لیتے۔ اس لیے آپ کے اس ہاتھ کا گوشت اور ہڈیاں کچلی گئیں۔ اُس صحابی نے کہا اب تجھے پتا لگ گیا کہ ان کا ہاتھ کس طرح ٹنڈا ہو گیا۔ اور تُو یہ بھی سن لے کہ جب دشمن کے تیرانداز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تیر پھینکتے تھے تو حضرت طلحہؓ انہیں اپنے ہاتھ پر روکتے تھے اور جو تیر گرتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اُٹھاتے۔ اور چونکہ اُس وقت طلحہ ہی ایک شخص تھے جو آپؐ کی حفاظت کر رہے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیر اُٹھاتے اور طلحہؓ سے مخاطب ہو کر فرماتے۔ طلحہ! تجھ پر میرے ماں باپ قربان! یہ تیر لے اور دشمن پر چلا۔4 جس شخص کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ تجھ پر میرے ماں باپ قربان اُسے تُو ٹنڈا کہہ رہا ہے!!

غرض اس صحابیؓ نے بتایا کہ جو شخص جنگ کی صفوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب میں کھڑا ہوتا وہ سب سے زیادہ بہادر کہلاتا تھا۔ اس لیے کہ وہ سب سے زیادہ بوجھ اُٹھاتا تھا

سو تم بھی کہہ سکتے ہو کہ اِس وقت اسلام کی جنگ میں دوسرے ملک اور قومیں اُس طرح مالی قربانی نہیں کرتیں جس طرح کی قربانی کے لیے ہمیں کہا جا رہا ہے۔ تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ اُن پر وہ بوجھ نہیں جو ہم پاکستانیوں پر ہے۔ لیکن تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کی حفاظت کے لیے حضرت طلحہؓ کی طرح قربانی کرنے کا جو موقع ہمیں دیا گیا ہے وہ دوسروں کو نہیں دیا گیا۔ تم اِن دونوں تشریحوں میں سے ایک تشریح کر سکتے ہو۔ اگر تمہارا ایمان کمزور ہے تو تم کہہ سکتے ہو کہ ہم پر جتنا بوجھ ہے وہ

دوسری قوموں پر نہیں۔ لیکن اگر تمہارا ایمان مضبوط ہے تو تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ کئی قومیں بعد میں آئیں گی اور یہ بوجھ اُٹھائیں گی لیکن آج ہم اکیلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اسلام کے سامنے کھڑے ہو کر تیر کھا رہے ہیں۔ اور حقیقت یہی ہے کہ وہ شخص جو اِس وقت اِس قربانی میں حصہ لیتا ہے وہ خداتعالیٰ کے نزدیک ایسے ہی مقام پر کھڑا ہے جس مقام پر حضرت طلحہؓ جنگِ اُحد کے موقع پر کھڑے تھے۔ آج بھی اسلام پر دشمن کی طرف سے تیر پڑ رہے ہیں۔ جو شخص اشاعتِ اسلام میں حصہ لیتا ہے وہ اپنی چھاتی پر تیر کھاتا ہے۔ اور وہ اُس مقام پر کھڑا ہوتا ہے جس پر حضرت طلحہؓ کھڑے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کے متعلق فرما رہے تھے کہ تجھ پر میرے ماں باپ قربان! تُو اَور قربانی کر۔ یہ خوش قسمتی کے دن کبھی کبھی آتے ہیں اور کسی کسی قوم کو ملتے ہیں۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اِن دنوں سے فائدہ اُٹھائیں اور مبارک ہیں وہ لوگ جو اِس خدمت کو انعام سمجھیں نہ کہ بوجھ۔

چونکہ یہ خطبہ دیر سے شائع ہوگا اور وعدوں کی میعاد قریب الاختتام ہوگی اس لیے دوستوں کو کام کا مزید موقع دینے کے لیے میں وعدوں کی آخری میعاد 15 فروری کی جگہ 23 فروری مقرر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق بخشے کہ وہ زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حصہ لے سکیں۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔"

(المصلح 9 فروری 1954ء)

---

1: بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد

2: البدایہ والنھایہ لابن کثیر جلد 3 جزء 6 صفحہ 205۔قاھرہ 2006ء اور تاریخ الطبری جلد 3 صفحہ 41 بیروت لبنان 1971ء میں یہ واقعہ حضرت زبیرؓ کے حوالہ سے ملتا ہے۔

3: طبقات ابن سعد جلد 2 صفحہ 64 کراچی 2012 (مفہومًا)

4: صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحدٍ اور اسد الغابہ جلد اول صفحہ 840 میں یہ واقعہ حضرت سعدؓ کے حوالہ سے ملتا ہے۔